

THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE BICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UN TO OTHERS (ARISTOTLES)

جرمنی کی تازہ اور حیرت انگیز ایجاد

آلہ نامردی

حبوب مستی

مایوس نہوں

سفوف شباب

جادوگر بنیے

دیوان چرکین

جلد ۱۰ — نمبر ۲۰

مضامین غیر

مورخہ ۲۰ر مئی ۱۹۲۵ء

کوئی رکن کم ہو جو شعر میں تو بڑھا دو جو تو کہیے وہ اب
کرئیے جو ہی بھی تھی اب جو یہ تھا ہیں شعر کے راز میں

مولانا پنچ - تسلیم

اے حضرت یہ اے حضرت وہ لے حضرت کی اے حضرت جی
اے حضرت جی لے حضرت اب اے حضرت جی اے حضرت جی

آپ اپنے دل میں کہتے ہونگے کہ آج کل گرمی کا زور ہے خدا خیر کرے مولوی صاحب میں کچھ خلل آگیا ہے مگر یہ خواہ مخواہ کی بدگمانی ہے۔ بندہ اچھا خاصا باحواس صحیح الدماغ آدمی ہے البتہ چند روز سے یہ فکر دامنگیر تھی کہ میزان شعر کے واسطے دو چار چھوٹے چھوٹے بٹے ایجاد کرنے چاہئیں تاکہ سست نظم شعرا وزن شعر کی کمی بیشی ان بٹوں سے پوری کریں۔ آپ جانیے مثل مشہور ہے "ہم بندہ یا بندۂ خدا" نے مشکل آسان کردی اب کسی شاعر پر تقطیع و کم تولنے یا ڈنڈی مارنے کا اتہام کا الزام ہو سکے گا۔ تھانہ پر رپٹ لکھوانے اور چالان کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ اللہ رکھے اخبار نویسوں کو ان کی بدولت ہر ایک مشکل مرحلہ طے ہو جاتا ہے چنانچہ روزنامہ حقیقت مورخہ ۱۶ر مئی میں ایک غزل مولوی سبحان اللہ رئیس گورکھپور کی شائع ہوئی ہے۔ یہ غزل اسی بحر و ردیف و قافیہ میں ہے جو پروفیسر سر محمد اقبال کی غزل کی ہے ؎

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبین نیاز میں

اس غزل کا جواب کئی زندہ دل شعرا کر رہے ہیں مگر گھنٹہ والوں کا قصہ ہی ہے شعرہ صرف ایک مطلع کہکر رہ گئے ؎

کبھی اے حسین کشادہ رو نظر آ مسہری ناز میں
کہ ہزاروں بوسے پھدک رہے ہیں مرے لب لالہ ساز میں

اگر آج غزل مکمل ہو جاتی تو مولوی سبحان اللہ کا لکھ لٹ بازی نہ بجاتے۔ سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب ابھی بچ کر چلتے ہیں کوئی یہ نہ سمجھے کہ عشق مجاز نے آپ کے دل میں شاعری کا ولولہ پیدا کیا۔ نہیں صاحب آپ ازل سے صاحب ذوق ہیں مذاق صحیح کا اندازہ صرف اسی بات سے ہو سکتا ہے کہ آپ "پیمانہ" کے مربی ہیں۔ بھلا جو شخص پیمانہ کا قدرداں ہو وہ ذوق صحیح سے خالی ہو سکتا ہے؟ اجی استغفر اللہ - لاحول ولا قوۃ الا باللہ نعوذ باللہ پیمانہ کی خیرخواہی اردو کی انتہائی خدمت ہے یا بزبان "پیمانہ" تارک امتیاز و مباہات میں پانچ سروی کا ایک بھیگا ہوا لوا ہے فصاحت ہے جس سے مستقر الاطوار فضائی میں ترنم ریزی مفتاح چاشنی گستہ ہوتی ہے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ آپ کی شاعری قیود وغیرہ کی جانب سے بالکل بے پرواہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

تو بعد قتل ورود ہاں کی آج اپنے راز و نیاز میں
ارے او حقیقت وقتی کہ عیاں ہے شکل مجاز میں

اس "بروں، وروں، لوری ماچے۔ ارے او" کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً وروں و بروں سے راز و نیاز کو جو تعلق ہے وہ تو بلغت پیمانہ محشرستان تخیل میں پیک نامہ لیس ایک خیر آب انج خیر بنی ایک حیرت خشک ایک جہۂ سنبل ہے کہ چراغ صہبائے جسم تعلیمی کی برہنہ گلشن آفرینی جس سے بار بار آ ہو نظر آتی ہے۔ مطلع کے معنی مطلب خود مولوی صاحب بیان فرما سکتے ہیں مولوی صاحب سے پوچھیے۔ شعر ہے ؎

کبھی گھر سے نکلے کہ پوچھتے کہ نعش کس کی گلی میں ہے
یہ وہی قتیل ہے یاد ہی کہ تھا قتل جس کا جواز میں

کیسے حضرت کچھ سمجھے؟ خدا بچائے آپ کی فہم سے

اجی حضرت۔ مطلب یہ ہوا؛

کبھی گھر سے نکل کے پوچھتے کہ گلی میں یہ مردہ لمبا لمبا کس کا لیٹا ہوا ہے۔

یا شاید یہ مطلب ہو؟۔

تم تو دن رات گھر میں بیٹھے رہتے ہو تمہیں کیا خبر ہے کہ گلی میں آکے کون ڈھیر ہو گیا۔ اجی یہ وہی قتیل ہے جس کا قتل جواز میں تھا یعنی جس کا قتل جائز تھا۔ اوں ہوں! میں بھول گیا جس کا جواز قتل میں تھا۔ توبہ! یہ بھی نہیں جس کے قتل میں جواز تھا۔ یعنی جو جائز القتل تھا۔ اس میں کی تعریف و توصیف کس زبان سے ادا ہو۔ سبحان اللہ کیا عالی پیمانۂ ظرفیت ہے۔

دیکھ لیجیے کہ۔ کے۔ کہ۔ یہ۔ یہ۔ میں۔ سب دھڑے پاسنگ وزن شعر میں کام آگئے ایک لفظ حشو و زائد نہیں ہے۔ مزا یہ ہے کہ آپ جس طرح چاہیں پڑھیں مطلب خبط نہیں ہو سکتا۔

مثلاً ؎

کبھی گھر کہ نکلے کہ پوچھتے کہ یہ نعش کس کی گلی کہ ہے
یہ جو یہ جو جو جو جو کہ تھا قتل جسکا جواز میں

تیسرا شعر یہ ہے ؎

یہ چشم کردہ ہے کہ نشیدہ کہ یہ کیف روز الست ہے
یہ جو مست آنکھیں جھکی ہیں کیا یہ جھکی ہوئی ہیں نماز میں

آنکھوں کے بارے میں احتمالات ہیں۔ یہ چشم کردہ ہیں کہ مے کردہ ہیں کہ یہ کیف ہیں۔ پھر ان کے جھکے ہونے سے اشتباہ ہے کہ خدانخواستہ کہیں نماز تو نہیں پڑھتی ہیں۔ رکوع کرتی ہوئی آنکھ یا سجدہ کرتی ہوئی آنکھ کبھی ہو تو دیکھ لیجیے۔ ایسی ہوتی ہے۔ اب رہی مستی کی صفت تو اسکے ضرورت اظہار سے سروکار نہ رکھیے۔ بلے بلا انقیاد اکیا ابھی قابل استفسار نہیں۔ اسلیے کہ پاسنگ کا بٹا ہے۔ "چار" "یہ" "وہ" "کہ" ایک کیا خود "جھکی" "اسی" تجلی کے چھٹے بٹے ہیں۔ خدا اردو کی جان پر رحم کرے۔ ہمیں شعرائے ناشناس سے شکایت نہیں۔ جو کچھ شکایت ہے وہ ان اخبار والوں سے ہے کہ کم گھاس جو کچھ پاتے ہیں اس سے کالم بھر دیتے ہیں ہر پرچہ کے سرے پر ایک غزل یا نظم ضرور ہوتی ہے چاہے وہ محض صورۃً نظم ہو یعنی اگر نظم افلاس کے سبب بے مزہ ہو تو نثر ہی اسطرح لکھ دیتے ہیں کہ اس پر نظم کا دھوکا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ اس کارروائی سے صفحہ بہت عالی فائدہ ہو جاتا ہے مگر یہ اردو کے حق میں کانٹے بوتے ہیں۔ ایک کرمفرما اپنے ہفتہ وار پرچہ کے

سرے سے شاعری کے ماہر و در سے کل سے غزلیں چھپن کے لکھتے رہتے ہیں وہ شاعری کے اعتبار سے غزل انتخاب نہیں فرماتے وہ غزل کا سر نامہ دیکھتے ہیں اگر شاعر کے نام کے ساتھ کچھ القاب و خطاب بھی لکھے دیکھے مثلاً :-

"بنکٹ - عالیجناب نواب گمنسام الملک بہادر مستقر زرگری نزانہ کھنتی پور و رئیس ستیانا سی پور تخلص بنکٹ"

تو فوراً غزل چھاپی اور پرچہ کے ساتھ خط بایں مضمون روانہ کر دیا - کہ خداوند نعمت واقعی شاعری میں آپ کا مثل نہیں - چار سو معزز شعرا کے خطا دفتر میں مشتمل بر مع کلام جناب سامی موصول ہیں - براہ نوازش اپنا تازہ کلام جریدہ افلاس امتد کو بھی عنایت فرمایئے - چلیے نیا خریدار ملا اور اسامی آنکھ کا اندھا گانٹھ کا پورا مل گیا بخریدار بھی ہو اور مفلسی و دریوزہ گری کے وقت معین و مددگار بھی - اگر وار خالی گیا تب بھی عوام کی نگاہ میں تھوڑی بہت وقعت ہو جاتی ہے ۔

"اعادہ نواب گمنسام الملک ہمارے پرچہ میں اپنا کلام چھپواتے ہیں ۔"

بعض پرچے مضمون کے نیچے دور دراز مقامات کا نام لکھ دیتے ہیں مثلاً " روزنامہ مجھو خصوصی مقیم قطب شمالی " یا " ہمارے خاص نامہ نگار صاحب عرض تسعین سے تحریر فرماتے ہیں " اس فریب کا فائدہ اتنا ہی ہے کہ پرچہ کی اشاعت دنیا کے ہر گوشہ میں ہے اور اسکے مخبر دور دور لگے ہوئے ہیں - بھلا پوچھیے حضرت آپ کی مالی حالت تو یہ ہے کہ ہر ہفتہ کی سرمایہ کے حال کا مرثیہ نئے نئے الفاظ میں چھپتا ہے - اشاعت کا یہ دستور کہ پہلے روزانہ تھا روزانہ سے ! ہفتہ وار ہوا ماہانہ سالانہ تک نوبت پہونچی چھپا بھی تو ڈیڑھ سو اور دکھاوا یہ کچھ !

واقعی عرض تسعین اور قطب شمالی کی امداد ایسی ہی ہوگی - بہتر ہے حضور آپ چھاپیے اردو گئی اپنی ایسی تیسی میں -

چوتھا شعر ہے ؎

میں نظر کی تہہ - زیبیاں ہیں نظر کی وقفانہ
ہیں ہزاروں دکھوں جھکا سرخ نظر در دانہ

اسمیں علاوہ دیں ہیں ایں کہ بعض عجوبات شاعرانہ ایمان لانے کے قابل ہیں مثلاً نظر کی تہہ کا نذرانہ عجب پُر معنی فقرہ ہے جسوقت تک کوئی کوئی پنیئہ رنگ کا اندھا ، خوش سوقت تک اسکی لطافت و باریکی تک ہم پہونچ نہیں سکتے عجب نہیں کہ نظر اور برق دو شاعروں کے تخلص ہوں یا عشق نمبر از بھی سبحان اللہ پہ عشق کی خاص صفت ہے خدا اسکی رنگش اور دم دراز کرے -

پانچواں شعر ہے ؎

چلو حاجیو چلو جا ہیر کہ قبلے میں رابع دختہ
کرو کی سال ضرور حج کہ مزا ہے بکی حجاز میں

اس شعر میں " ابکی " دو مرتبہ ٹوپکی لگائی ہے ، وہ مزا وہ بھیٹی کے دودھ کا مزا ہے کیا معنی کہ ابن سعد بلاتے ہیں ۔ امیر علی سے دور ان سے لڑائی ہو رہی ہے قبل بر ہم ہیں غصہ خدا حاجیوں کی جان پر اترے گا - چلو حاجیو کی تکرار کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاعری کے گراموفون کی سوئی اٹک گئی -

چھٹا شعر ہے ؎

یہ عظیم ہو جو مدینہ میں کر دو خرک ہوا سکے یہ سینے میں
کوئی یہ نہ کہہ دے کہیں کہ چل یہ ہے ہیں حجاز میں

دیکھیے ہمارے خیال سے شاعر کا خیال اڑ گیا مدینہ میں رہ کے سینہ میں دھڑکن کی وجہ بجز اسکے کوئی نہیں کہ امیر علی حجاز میں کھینچ بلائے - اسکا بلانا شامت کا بلانا ہے " یہ عظیم " اور " یہ سینہ کی دیدہ پرتو ہے " اور " مدد " دونوں قربان -

ساتواں شعر ہے ؎

کرو یہ کھول دستہ کا جو زد دل تو صاحب یا نشہ ہو گا
یہ عظیم کہتے ہو تم جسے یہ چھپا ہے رنگ مجاز میں

غضب کا مقطع کہا ہے خصوصاً مصرعہ پر کلام بیا نہ تو بالکل کوا پری کے ماتھے کی بیندی لگی ہے ۔ اسکے بعد دوسرے مصرعہ کا پہلا " یہ " جو عظیم کی تخصیص کرتا ہے فصاحت کی جان ہے چہ تیسرا " یہ " - تو زد نظر تو سبحان اللہ ان سب سے قطع نظر فرمائیے - رنگ مجاز کی دو معنی یا جو قع خدا جانتا ہے کہ شعر کی لفظی و معنوی خوبیاں دیکھ کے دل لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے - اور جی چاہتا ہے کہ گنگنائے گوں ہے ؎

= =

= =

کسی طرح یہ دے سے جی نہیں بھرتا سارا عالم ایک دیدہ پر قائم ہے -

اگر آخری دو شعر قطعہ سمجھے جائیں تب بھی معنی کی طرف سے مفلس ہیں -

ہمیں نہایت افسوس ہے کہ جن حضرات کے ہاتھ میں قلم ہے وہ اکثر اردو کے حق میں شمشیر برّاں کی خدمت انجام دے رہا ہے - اس روش ہمالی کا علاج ناممکن ہے -

راقم

ادبار شعرا

بیخودی

نمبر ۷
(تتمہ ۲۰ مئی ۱۹۲۵ء)

غالب مغفور فرماتے ہیں ؎

موجۂ گل سے چراغاں ہے گذرگاہِ خیال
ہے تصور میں زبس جلوہ نما موجِ شراب

اس شعر میں پہلے موج شراب کو موج گل سے تشبیہ دی ہے پھر چراغاں سے تشبیہ دی ہے ، اور یہ رنگ کی مناسبت سے گذرگاہ خیال تعبیر کیا یعنی خیال موج شراب کیا ہے ؟ موج گل ہے موج گل کیا ہے گذرگاہ تصور میں چراغاں ہے یہ ظاہر ہے کہ موج شراب کو اگر چراغاں سے تشبیہ دیں تو کوئی وجہ شبہ نہیں لہذا پہلے موج شراب کو موج گل سے اور موج گل کو چراغاں سے تشبیہ دے سکتے ہیں ، موج شراب کا رنگ ارغوانی موج گل میں بھی موجود ہے اور موج گل میں



سوراجی ۱:۔ اس لوح میں بجز سنہ ۱۹۲۹ء کے اور کچھ نہیں ہے۔

سوراجی ۲:۔ کیا تمہیں چھوٹے چھوٹے صفر نہیں دکھائی دیتے؟

ریڈنگ:۔ (از لندن) ہا! ان بیچاروں کی نگاہ تاریک ہے۔ خیر میں بھی ایسی دوا تیار کرتا ہوں کہ شکست سیاہی بہ سفیدی آنکھیں تارا ہو جائیں۔

ہر ایک گل کی برافروختگی فاصلہ و ترتیب شعلہ چراغ اور چراغاں میں موجود ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ موج شراب کو موج گل سے اور موج گل کو چراغاں سے مشابہت ہے لہذا تصور موج شراب سے گذرگاہ خیال میں چراغاں ہو رہا ہے۔ مشابہ کا مشابہ بھی مشابہ ہوتا ہے لیکن ایک مشبہ بہ سے دوسرے مشبہ بہ پر تجاوز کرنے میں وجہ شبہ کا اتحاد شرط ہے وہ یہاں نہیں پایا جاتا۔ یہ اسی طرح کی تشبیہ ہے کہ مشک زلف سے مشابہ ہے اور زلف سنبل سے مشابہت رکھتی ہے لہذا مشک سنبل سے مشابہ ہے۔ کیل ستون میں گڑی ہے اور ستون زمین میں گڑا ہے لہذا کیل زمین میں گڑی ہے۔

مرزا غالب فرماتے ہیں ؎

ہے عدم میں غنچہ محو عبرت انجام گل
یک جہاں زانو تامل در قفائے خندہ ہے

یعنے غنچہ جب ہنسا تو وہ گل ہو گیا غنچہ نہ رہا۔ انجام گل پر غنچہ کا تامل کرنا عدم میں ہے۔ یہ تامل یک جہاں زانو ہے۔ یا ہر ذرہ زانو گویا زانو ایک پیمانہ ہے تامل کے ناپنے کا اصطلاح کے اور پیمانہ بھی استاد غالب نے بنائے ہیں مثلاً ؎

یک قدم وحشت سے درس دفتر امکاں کھلا
جادہ اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا

ہمیں جناب بیخود سے تو امید انصاف نہیں اسلیے کہ دنیا میں شرحیں دیکھنے کے بعد جس شرح نے انکے ذہن کو مطالب اشعار غالب سمجھنے کے قابل بنایا وہ شرح مولانا طباطبائی ہے باایں ہمہ بیخود صاحب اس بات سے ناراض ہیں کہ تخیل اور طرز ادا کی نکتہ چینی کیوں کی گئی۔ مگر غالب مرحوم کے شاگرد رشید مولانا حالی مرحوم نے جناب طباطبائی کا شکریہ ادا کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر استاد مرحوم زندہ ہوتے تو وہ بھی آپ کا شکریہ ادا کرتے۔ بیخود صاحب کے نزدیک مولوی حالی صاحب ان آشنایان رموز نکتہ سنجی و محرومان ذوق سلیم کی فہرست میں داخل ہوں تو کوئی بات۔ اب کیا

غالب سمجھنے اور سمجھانے کے لیے چند معنی آفریں فرشتوں کی ضرورت ہے جو ہماری بول چال اور طرز ادا کو ہم سے زیادہ سمجھ سکتے ہوں بیخود صاحب کا منشا غالباً یہ ہے کہ حد تحقیق کے بعد بھی اگر غالب کی تخیل بھونڈی نظر آئے تو مدح و ثنا کے پل باندھو اور کہو "واہ کیا تخیل ہے کیا طرز ادا ہے کیا نکات ہیں کیا بلند پروازی ہے" ورنہ ہر کس و ناکس کو جناب غالب کی جناب میں دریدہ دہنی کا سبق دینے کا



"ہائیں پیادہ تشریف آوری کی اُمید ہے"

الزام سہو۔ اگر الفاظ و معانی کی پوری چھان بین معزز و محترم شارح جناب طباطبائی کر لیتے اور پہلے ہی سے اپنی رائے ظاہر کر دیتے تو بیشک محل اعتراض تھا۔

کسی شارح کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ماتن کی مدح کرتا رہے اس کی نظر نفس متن پر ہونی چاہیے۔ اگر جناب طباطبائی نے کہیں تخیل کا بھونڈا پن محسوس کیا کہیں انتخاب الفاظ پر اعتراض کیا کہیں طرز ادا سے اختلاف کیا تو خوب کیا۔ مذاق نفس کو دھوکا دیا نہ ناظرین کو غلط فہمی میں مبتلا کیا۔ ذرہ غور سے ملاحظہ

فرمایئے غالب مرحوم فرماتے ہیں ؎

تیری توقیع سلطنت کو بھی
دی بدستور صورت ارقام

رقم سے ترقیم آیا ہے۔ ارقام غلط ہے اگر شارح اس طرف اشارہ نہ کرتا تو ایک غلطی کی اصلاح نہ ہوتی بڑے آدمیوں کی غلطی ہمیشہ قابل تقلید ہوتی ہے۔ تقلید رواج کی ٹھیکیدار ہے رواج کے بعد اصلاح بیکار۔ دیکھیے محدثات کی نامعقول اصطلاح نے کیسا زور پکڑا۔ بیخود صاحب پڑھے لکھے آدمی ہیں مگر تصحیح زبان و الفاظ کا خیال نہیں ہے تقلید پیشہ ہیں لوگوں کی زبان سے بات سنی اور بے سوچے سمجھے استعمال فرمانے لگے۔ کیا لغات کی کتابیں دنیا سے ناپید ہو گئیں ہیں یا اصطلاحات علمیہ کی توضیح کتابوں میں نہیں ہے؟

جناب غالب فرماتے ہیں ؎

سرشک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہے
دل بے دست و پا افتادہ برخوردار بستر ہے

اس شعر کے حاصل پر بھی غور فرمایئے اور الفاظ پر بھی دامن کا نور العین اور بستر کا برخوردار سرشک و دل ہے اس میں کیا لطف ہے اور سامع کے حواس پر کیا اثر پڑا یعنی اس سے کون سی حس اس طرز بیان سے متحرک ہوتی ہے۔ ان دونوں تشبیہوں کا نتیجہ نسبت مقام سکونت سمیت یا یہ ترکیب اجنبی اگر معلوم بھی ہوا تو کیا ہوا۔

غالب مرحوم ہی کا ارشاد ہے ع
باقی وحشت خرامیہائے لیلیٰ کون ہے

یا ع
حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی

مگر وحشت خرامی اور آرزو خرامی کی سی ترکیبیں فارسی کے دیوان میں نہیں ہیں یہ عنایت صرف اردو دیوان سے منقول رہی ہے۔ اسکی بھی کوئی خاص وجہ جناب بیخود بیان فرمائیں۔

بات یہ ہے کہ اگر فارسی کلام میں یہ ترکیبیں

ہو تیں تو اہل زبان کی جانب سے اعتراضات کی بھرمار ہوتی اُردو اُنکی زبان تھی، اُنھوں نے بخیالِ خود جو ایک نیا ڈھنگ اختیار کیا اور جب خود ہی اُن ہی کو متنبہ ہوا تو اس راہ سے پچھلے پیروں پلٹے کاٹ چھانٹ شروع کی آرے سے زیادہ کلام مسترد کر دیا۔ ان واقعات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ آجکل کے نئے بگڑے ہوؤں کو اُنکی اس روش سے سبق لینا چاہیے۔ اگر وہ اپنی روش سے رجوع نہ کرتے تو یقیناً انصاف کا خون اُنکی گردن پر ہوتا۔ افسوس وہ زندہ نہیں ہیں ورنہ اپنی متروک راہ پر دوسروں کو چلتے دیکھ کے ضرور کڑھتے اور کہتے ہے بھائیو میں اس کٹھن کٹھور ناہموار راہ میں بہت تکلیف اٹھا چکا ہوں خدا اُدھر نہ جاؤ۔ عبرت حاصل کرو۔ اُردو کی جان پر ترس کھاؤ"

ابھی جناب بیخود کی پوری شرح اشاعت سے محروم ہے لہذا ہم نے سطحی طور پر کچھ لکھ دیا ہے آئندہ نمبر میں شرح بیخود کے اُن مطالب سے بحث کی جائیگی جن سے ہمارے اس مضمون میں ابھی تک تعرض نہیں کیا گیا۔

اس حصۂ مضمون کو ہم ایک معمولی املا کے سوال پر ختم کرتے ہیں۔

کیوں جناب بیخود یہ تو فرمائیے "الحمد للہ" کا یہ املا جناب کی ایجاد ہے یہ قرآن و حدیث و دیگر عربی عبارات میں بھی یوں ہی لکھتے ہیں۔ قرآن میں تو ہم نے "الحمد للہ" بغیر پہلے لام کے دیکھا ہے اگر املائے عربی کی پابندی ضروری نہیں تو کیا اللہ کو ال لاہ لکھ سکتے ہیں۔؟

راقم ــــــ ارباب الشعرا

فریگرنٹ ٹوتھ پوڈر

دانت کی صفائی اور صحت منظور ہو تو خوشبودار منجن ایس علی حیدر مانیڈ سنز کا بنایا ہوا استعمال کرو۔ منجن ڈبیہ کی قیمت ۵ا رچہ ڈبیہ کی قیمت عہ ایک درجن ڈبیہ کی قیمت ۱۲ طلاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ: علی حیدر اینڈ سنز امروہہ مراد آباد

ہم گرے تو آہ

حضرت پنچ۔ آپ نے سنا ہوگا کہ ایک قیمی بھائی نے جب تک دوسرے آدمی نہیں سنا کہ دعا کا جو ہوا وہ ہمارے ہی گرنے کا تھا" سوقت تک اُنھیں یقین نہیں ہوا کہ فی الحقیقت ہم ہی گرے ہیں نہ ریڑھ کی ہڈی کے ٹیڑھے پن کا فرق تصال ہو گیا تھا اسکا درد ہی محسوس تھا۔ اگلے زمانہ کے بوتیف ہیں اور ہمارے مشہور دوست مسٹر جانسن ہکس میں کوئی نمایاں فرق نہیں۔ اللہ رکھے اُنکی روحانی نسل موجود ہے۔ قیمی بھائی سے کہنے والا کہہ دیتا کہ تم نہیں گرے کوئی اور ہوگا تو واللہ ٹوٹی ہوئی ہڈی میں کبھی ہلدی چونا نہ لگواتے ہائے وائے کا ذکر ہی کیا۔ ذری خیال تو فرمائیے آپ نے ایسے بھلکڑ دیکھے ہوں گے فرماتے ہیں:-

اللہ سمجھے ان بد نصیب بالشویکوں سے اب تو اُنکی وردانہ دوستی سہی نہیں جاتی کمبخت ہمارے آپس میں پھوٹ ڈالنے پر ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ ناخنوں سے گوشت جدا کرنا ہرگز شریفوں کا کام نہیں۔ اب پانی سر سے اونچا ہو گیا رہو کمبختو یا تو تم ہی ہمارے یہاں بغاوت کی نجاست پھیلاؤ گے یا ہم ہی پھر تمہاری گت بنائینگے۔ ہوں! ہم خوب جانتے ہیں تمہاری آنکھیں ہندوستان پر جمی ہوئی ہیں شہنشاہی اقتدار تمہاری آنکھوں میں کانٹا سا کھٹکتا ہے۔ ارے کوئی ہے ڈاکٹروں سے کہو کوئی مقوی دوا تجویز کریں۔ لانا میری قرولی ذری باڑ تو رکھوا لوں!

اب کون ہے جو کہے:-

کردنی خویش آمدنی پیش

سلطنت مرحوم نے ترکوں کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا تھا شاید وہ ترکوں میں اتحاد پیدا کرنا چاہتا تھا۔ ایرانی کیا کہتے ہیں؟ شاید یہ کہ اُنھوں نے دوستی خوب نباہی۔ روسیوں سے بگاڑ کے وقت پورا حق ہمسائگی ادا کر دیا۔ عرب کیا چیختے چلاتے ہیں؟ غالباً یہی کہ ہمارے قبائل کی کئی

دیک جنتی کی رسی میں آجتک جکڑے ہوئے ہیں نہ دنگا ہے نہ فساد ہے جدھر دیکھو امن آسائش آرام سکون اطمینان کی ہوا چل رہی ہے۔ دیوانوں کو ہتھیار رلاتیوں کو روپیہ نہیں دیا گیا۔ تگانی بھائی سے کام نہیں لیا گیا۔ خیر یہ تو غیر ملک تھے ہندوستان کو تو برطانیہ سے کوئی شکایت نہیں! یار مسٹر جانسن ہکس نے زیادہ زبان نہ کھلواؤ۔ اصل یہ ہے کہ تم لوگوں کے کرتوت بالشوکی ساز شوں کو دودھ پلا کے موٹا کر رہے ہیں۔ برطانیہ کی جانب دوسری قوموں کو تمہارے ہی ہتھکنڈے دشمن بناتے ہیں بھلا کوئی تمانچے مار کے محبت پیدا کرتا ہے؟

راقم ــــــ فلاسفر

التماس

(۱) ہمارے مکرم دوست سید حبیب صاحب مدیر "سیاست" لاہور نے مسلمانان پنجاب سے ساٹھ ہزار روپیہ بعض قومی کاموں کے لیے طلب کیے ہیں مثلاً انجمن حمایت اسلام و شاہی مسجد لاہور۔ سید صاحب اُن لوگوں میں ہیں جو اپنے ذاتی نمود میں قوم کی جیب نہیں ٹٹولتے چنانچہ "سیاست" کی مدد لوگوں نے بجوشی کرنی چاہی تھی مگر سید صاحب نے شکریہ کے ساتھ انکار کر دیا۔ رقم کوئی بہت بڑی نہیں کام مذہبی ہے سائل نیکنام ہے۔ بہتر ہوگا کہ سوال خالی نہ جائے۔ ثواب کا کام ہے۔

(۲) افسوس ہے کہ تتمۂ مضمون "ذات و ذاتیات" کی گنجائش کے باعث ابکی رہ گیا۔ بیانہ کے متعلق بھی بعض عمدہ مضامین دفتر میں محفوظ ہیں ان میں صلاح زبان سے متعلق نہایت عمدہ مباحث ہیں ایک اور عجیب و غریب کتاب "حلقۂ مسموم" سلسلۂ طبیعیات جامعہ عثمانیہ کی ترجمہ کی ہوئی ایک عنایتگر می دوست نے بھیجی ہے اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اسکی زبان قواعد و ضوابط فصاحت و لطافت کی زیر بار احسان نہیں ہے۔ اسکے متعلق بھی مضمون تیار ہے مگر تمام مضامین اس نمبر میں درج نہ ہو سکے۔ رفقائے اودھ پنچ معاف فرمائیں۔

(سب ایڈیٹر) ایڈیٹر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

"نقل یا اصل"

خبر ہے کہ امرتسر میں ایک سینما کمپنی تماشا کھیل رہی تھی کہ نیا تماشا ہوا کچھ لوگ ایک ناچنے والی کسبی پر ٹوٹ پڑے بظاہر بھگا لیجانے کا بھاؤ بتانا مقصود تھا۔ لگے بکنے "پکڑو پکڑو" کا غل مچا تماشائیوں نے حمایت کی اس ہلڑ ہنگامے کی بدولت حملہ آور صاحب نے گھونگھٹ سے فائدہ اٹھایا اور چھاونی بنا کے چلتے ہوئے رنڈی رہ گئی۔ وہ آگے اور پیچھے سنوار۔ مشہور ہے بعض رفقائے کار نے کچھ زر نقد رنڈی کو دکھایا مگر یہ رفاقت مصیبت ہو گئی شرکت کا الزام لگا ہو گا بھانپ لگے کہ یہ بھی حصہ داروں میں ہیں مقدمہ چلنے والا ہے۔ یہ تحقیق طلب ہے کہ تماشا گاہ کے مالکوں نے ان حملہ آوروں کو جو یہ "سحر ظلم" تیار کرنے کے واسطے کوئی اجرت دی تھی یا نہیں؟

تعلیم سر شکنی

معزز الامان دہلی نے مولوی جی کی زبانی چند کلمات نقل کیے ہیں یعنی مولوی صاحب فرماتے ہیں "اگر کوئی تمہارا سر توڑے تو اسکا پاؤں اور سر دونوں توڑ دو" بھلا یہ پوچھیے کہ اپنا سر ٹوٹنے کے بعد دوسرے کے سر و پا کی خبر کسے رہتی ہے۔ اللہ مولویوں کی خیر رکھے۔ شاید اسی وجہ سے نظام حیدر آباد ڈر گئے۔ اور ڈنڈے کی ممانعت کر دی سر اور پاؤں کو سلامت رہے۔

ناروانی آمدنی

ڈاکٹر شیر امرتسر میں اشتہار چھپا ہے کہ ایک قابل قدر شخص کو رفیقۂ حیات کی ضرورت ہے سائل خوبصورت خوش اخلاق۔ نوجوان ایک مشہور مصنف ہے جسکی روحانی محنت کی آمدنی کم از کم ایک روپیہ ماہوار ہے۔

وہ بھی اس عظیم الشان آمدنی پر کون نہ ریجھے گا

ہمارے معزز جاد بیدہ دماغ فرسا مشہور مصنف نے اگلے حکیموں کی اس نصیحت پر عمل نہ فرمانے میں سخت غلطی فرمائی کہ "مال کو عیب کی طرح چھپانا چاہیے" دیکھیے اب کیا ہوتا ہے خدا کرے گورنمنٹ تک یہ خبر نہ پہونچے ورنہ اسکی رال ٹپک پڑے گی انکم ٹیکس بھی کرارا باندھے گی اور ممکن ہے کہ زمانہ جنگ کا قرض بھی سب کا سب ہمارے دوست سے وصول کر لے۔ مقام شکر ہے کہ امرتسر میں ایک شخص ورڈ کمپنی اور ماک فیلر کا جواب دینے والا تو نکل آیا۔ اب کسی اخبار نویس یا سوراجی کو ہندوستانی افلاس کے اظہار کا حق نہیں رہا۔

بایں ہمہ تمول عورت میں "بیکسی و غریبی" کے شرائط کچھ بیجا نہیں ہیں مگر تیسری شرط کہ "بیوہ ہو تو بے اولاد ہو" ذرا عجیب معلوم ہوتی ہے کیا معنی کہ کھانے پینے کی کمی نہیں اگر اولاد کی ریوڑ ساتھ آئے گی تو گھر بار میں خدانخواستہ دھکا نہ لگے گا۔ سر اسم چینا ہیں گھونسا روز مقرر ہو سکتا ہے۔

وزارت کی یتیمی

سنتے ہیں کہ وزیر اعظم برطانیہ کی والدہ محترمہ نے اسی سال کی عمر میں انتقال کیا۔ مرنا تو کسی کا بھلا نہیں معلوم ہوتا مگر بیٹے کی وزارت کا سکھ اچھی طرح نہ دیکھنے پائی تھیں کہ چل بسیں یہ رنج بالائے رنج ہے۔ تاہم یہ امر موجب طمانیت و مباہات ہے کہ لندن میں بہت کم مائیں ایسی گزری ہیں جنہوں نے اپنے فرزندوں کو وزیر اعظم ہوتے دیکھا ہے۔ لوگوں کی رائے ہے کہ وزیر ہونے کے بعد ماں کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔

روح فرسا حادثہ

آہ کچھ نہ پوچھیے۔ باوے کے قاتلوں کا ڈراما ختم ہو گیا۔ ہمارے بیشتر نیز اخبار نویسوں کے قلم پر ناچ گرچڑا۔ اخباری ہنڈیا بالکل خلیہ پیاؤ ڈھب ڈھب ہو گیا کہ ٹمک کا نام۔ رہا کاتب اسم مرحوم باؤلا تم ایک دفعہ پھر یوں ہی مرتے اور اخبار نویسوں کی ہنڈیا گرم کرواتے۔ اب تا مرگ شخص ثانی پیتے قائم مقام باؤلا آنجہانی "شہید شمشیر عشق" کی سرخیاں کا غذ اخبار میں نہ دکھائی دینگی۔ ہاں شاید قلم عمرو عیار کا دام الیاس بن کر خیالی کی تھیلیاں دمسیٹ سکے گا۔

یارو انتظار کرو شاید تمہاری قسمت سے ممتاز جیسی بگاڑنے کا دعوے کر بیٹھے تو ممکن ہے کہ کچھ دنوں اور بازاری لونڈے گلی کوچہ میں صدا لگاتے پھریں۔ "آج کا تازہ پرچہ! صورت بگاڑنے۔ حسن پر چوٹ کرنے کا دعوے!! داغ بیتی کا خون بہا!!!"

ہماری دانست میں حاکم کی تجویز سزا قابل ترمیم ہے شفیع احمد پانڈے اور دوسرے کو پھانسی کی سزا دینے کے عوض بہتر تھا کہ دس بیس ممتاز بیگموں کے ساتھ انکی شادی کر دی جاتی واللہ جو گھڑی بھر بھی زندہ رہ جاتے تو ہم کہتے کہ ہاں۔ ارباب ادب کا خیال تھا کہ پھانسنے کو بقرینہ صنعت اشتقاق پھانسی ضرور ملے گی مگر شکر ہے کہ ادبی قیاس کی چوٹ بچ گئی اب یہ اپنے دو مصاحبوں کے ساتھ دریائے شور کے اس پار بلبلیں بجا ئینگے۔ اور تاقید حیوۃ اس نو آبادی کی زینت بڑھاتے رہینگے۔ سنتے ہیں کہ بعض گھوڑے چھوڑنے والوں کی توجہ جزائر انڈمان کی طرف مبذول

سہندول ہو گئی ہے وہ اپنی گرہ سے کام دے کے ان بزاروں میں کچھ بھی صحیح رہتے ہیں کیا اچھا ہو کہ حکومت ہند بجوزن کی دو انگلی میں مفت روپیہ مہربانی کرے انھیں صاحب کے حوالے کر دے بغیر علیکہ سیاہی و سفیدی کی آمیزش ممکن ہے۔

چھنانے کا مخالف چور

نواب سپ ڈویزن کا ایک واقعہ سوز نیا ہے میں بھیا ہے اسکے عجیب ہونے میں کوئی شک نہیں ایک شخص کلکٹر سے روپیہ کما کے لایا اور چھپا گیا اور پیچھے لگا رہا چور صاحب غفلت کے منتظر رہے جب صاحب مال سو گیا تو چور نے مال کی تھیلی اپنے قبضے میں کی۔ اتنے میں کچھ کھسر پھسر کی آواز سنی اُدھر کان لگایا تو معلوم ہوا کہ صاحب مال کی مالزادی بیوی آشنا سے خاوند کے قتل کا ذکر کر رہی ہے۔ چور نے صاحب خانہ کو بیدار کر دیا اپنی چوری اور اسکے چھنانے کی ساری کہانی کہہ سنائی۔ قصہ کی تفصیل معلوم نہیں مگر ایسے اخلاق کا خیال رکھنے والا چور ضرور تاش کی باتیں بنا دینے کے قابل ہے۔ اور ایسی چوری بھی صاحب خانہ کے نزدیک حلال و جائز ہونی چاہیے بلا سے مال گیا تو گیا جان اور عزت تو بچی۔

قحط کلوخ استنجا

سُنتے ہیں کہ گلاسگو کے ایک محلہ میں آٹھ ہندستانی پر چند نوجوان گوروں نے حملہ کر دیا۔ ہندوستانی بیچارے کھانا کھا رہے تھے کہ دستک کی آواز سنی انھوں نے دروازہ کھولا تو نوجوان گوروں نے مبارز طلبی کی بھلا ہندوستانی کیا کھا کے مقابلہ کرتے دروازہ بند کر لیا اسپر حملہ آور جماعت جھلائی دروازے توڑ دئے۔ دستبرد جنگ میں ایک ہندوستانی کے ہاتھ جھاڑو کا تختہ لگا۔ سمجھے کہ ترکش خالی نہیں ہے مُنھ پہ جھاڑو مار کے مہم سر کرنے لگے۔ بھلا ڈھیلوں سے کہیں گلا چھٹتی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہندوستانی قتیل خنجر ظلم ہوا دو سب مجروح ہوئے سننے میں آیا کہ مجنوں نے کھانے کی پلیٹیں پیالے بھی کھانے والوں پر کھینچ مارے۔ تو آدمی پولیس نے گرفتار کیے ہیں۔ معلوم نہیں وہ مال بھی گرفتار ہوا یا نہیں جس کے چھینٹوں پہ بکھیڑا پھیلا۔

اس تمام قصہ میں قابل غور بات ہے کہ وہاں ڈھیلوں کا قحط ہے استنجے کے واسطے بھی ڈھیلا مل نہیں سکتا لہٰذا استعمال طبع کا مشہور عذر یا ہندوستانی استنجا خانے کا عظیم الشان ہتھیار وہاں نہیں چل سکتا۔ ہاں جھاڑو سے ایسے مہلک اور ناز ہونے میں کوئی اشتباہ نہیں۔ صفائی میں اسکی بھی پیش کی جائے گی۔

کل نہیں آج

آدم کی اولاد عقل پاتے ہی آپے سے باہر ہو گئی جسکو دیکھئے ایک خبط میں مبتلا ہے۔ مگر ہر قسم کے خبطیوں کا خبط انگلستان میں خوب پھیلتا پھولتا ہے چنانچہ ایک گروہ ایسا بھی ہے جسکے نزدیک "خوردن و ریدن" کے سوا حاصل زندگی کوئی تیسری چیز نہیں بس ایک راہ سے جو کچھ پیٹ میں ڈالو اور دوسری راہ سے نکالو ان کا ایک کلب بھی ہے۔ حال ہی میں اُسکا جلسہ ہوا کوئی مسٹر جارج وائٹ صدر جلسہ تھے فرمانے لگے۔ "کھاؤ پیو مزے اڑاؤ آخر تو کل مرنا ہے" شاید ملک الموت صاحب کہیں کونے میں کھڑے سن رہے تھے لپک کے انھوں نے گردن ناپی اور فرمایا "کل کیسی ابے آج ہی بلکہ ابھی مرتا ہو۔" ہمارا عمل اسی مثل پر ہے۔

"کال کرنتی آج کیجے آج کرنتی اب
شاید تجھے کل مرنے کی مہلت ملے یا نہ ملے"

اس کلب کو حضرت عزرائیل سے اتنی شکایت ہے کہ کھانے پینے کی اجازت بھی نہ دی۔ الغرض جلسے تو پورے ہو جاتے دیکھیے اس بے عقلی کا قصاص حضرت عزرائیل سے کب اور کیونکر لیا جاتا ہے۔

خواجہ عمر عیار کا یورپین شاگرد

مشہور ہے کہ خواجہ عمرو عیار قصائی خانے سے بعدہ آنت لاتے اسکے سرے پر گرہ دے کے جہاں مرغیاں چگتی ہوتیں وہاں ڈال دیتے اور دوسرا سرا خود پکڑ کے اوٹ میں بیٹھ جاتے۔ جب مرغی گرہ دار سرا نگلتی تو دوسری طرف سے آپ آنت کی نالی میں سانس بھرتے مرغی بیچاری کا پیٹ پھول جاتا اور کنکوے کی طرح اسی طرف کھنچ جاتی جدھر خواجہ صاحب کھینچ کے لیجاتے۔ سنا ہے لاہور میں ایک یورپین مرغی کا چور گرفتار ہوا ہے وہ ڈورے میں جھینگی کوڑی پرانا چیتھڑے کے باندھ دیتا تھا بس

کو ڈیے اندر گلو پیش کردہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

آپ گرفتار ہوئے تو فرمانے لگے کہ وہ شخص اکیلا نہیں ہے ابھی بہت سے مرغی والے یہی کام کرتے ہیں گویا ان سبھوں نے عمرو عیار کے مدرسے میں تعلیم پائی ہے۔

برائت لبد از سزا یا سخت لبد از جنگ

مسکین مسٹر سیکڈانلڈ جس نام ور خط کے باعث وزارت سے کنارہ کش ہوئے۔ یہ سنا جاتا ہے کہ وہ خط زینو ویف کا نہ تھا مسٹر میکڈانلڈ خواہ مخواہ اس الزام میں دھرے گئے تھے کہ بالشویکوں سے ساز باز رکھتے ہیں یا بالشویک اغراض و مقاصد انقلاب سے متفق ہیں۔

تجاستی یونین بھی رپورٹ کرتا ہے سوا کیا جلدی خبر لی ہے اس مستعدی کا جواب نہیں۔ ایک حکیمی بی بی کے لیے دوا لینے گئے بی بی مرض میں مبتلا ہو گئی تھیں راہ میں اونگھ گئے اور بجے کے دن دوا کے پیچھے۔ اسیطرح کسی جاٹ نے اپنی بی بی کی ناک بدکاری کی علت میں کاٹ ڈالی کچھ دنوں بعد وہ بے گناہ ثابت ہوئی۔

بہتر ہوگا کہ یونین کی رپورٹ حکیمی یا جاٹ کی جلد کی قبر پر رکھ دی جائے۔ ممکن ہے کہ دوا سے

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہونٹوں میں گرہ لگا لی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے

حصۂ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصۂ دوم

طبع ہوا ہے۔ حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور ان کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوری اس کتاب میں اُن سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا فی الحقیقہ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت حصۂ دوم پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے حصۂ اول کی للعہ فی جلد۔ محصولڈاک ہر حال میں ذمۂ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سفید بال پندرہ (۱۵) دن میں جڑ سے کالا

ہزاروں آدمی کا بال کالا کر دیا ہے۔ آپ کا بال جو سفید بال پکنے لگا ہے وہ اگر سمری پیر بوٹی ہیر ناشیل سے کالے نکلے تو دام واپس کرینگے اعتبار نہ ہو تو شرط لکھوا لیں۔ دام بڑا بکس سات روپیہ عہ چھوٹا بکس پانچ روپیہ صہ

پتہ کا:- منیجر ہیر نا اسٹور نمبر ۳۴۳ پوسٹ کنسی سمری ضلع دربھنگہ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائیکورٹ آباد کے کار آمد خلاق مصنفات یہ وہ نادر تصنیفات ہیں جنھوں نے اُردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھائیے اور کام کا آدمی بنائیے اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھائیے۔

علم الاخلاق مسلم گرلز سکول کے کورس میں داخل تھی اُردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی۔ مجلد قیمت مع محصولڈاک ۱عہ

افراد کا ... کے مطالعہ کی چیز ہے اُردو ۱۲ر

الدین اور الکون یعنی ... سائنس اُردو ۱۲ر

امور عامہ ... فلسفہ عقلی کا کارآمد متن ہے ۳ر

زائد خریداروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجب دلچسپ نظم ہے پڑھیے اور شاعر کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد عہ ٹکٹ بھیجیے یا بذریعہ وی پی اور منی آرڈر طلب فرمائیے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

آپ کی خواہش ضرور پوری ہوگی

اگر آپ خواہش رکھتے ہیں کہ ہم تمام امراض سے محفوظ رہیں ہمارا جسم مضبوط اور تنومند ہو ہماری قوت حافظہ تیز ہو دماغ تندرست ہو ہمارے اعضائے جسمانی اور قوائے روحانی ہمیشہ کے لیے زندہ رہیں اور عمر دراز ہو کر ہماری اولاد بھی مضبوط اور خوش رہے تو مقویات سرتاج عالم کا خطاب رکھنے والی ... گولیوں کا استعمال کریں۔ گولیاں ... ہمیشہ ... کمزوری وغیرہ کو ... میں دور کر دیتی ہیں قیمت فی ڈبیہ عہ ... محصولڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ

وید شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

(لکھنؤ کا ایجنٹ) اندر چند اینڈ کو